[redacted]

رویت ہلال......فلکیاتی مسائل اوراسلامی تعلیمات

سید باچا آغا صاحبزادہ
لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ

اسلامی عبادات کے لئے اوقات اور ایام کے تعین میں سورج اور چاند دونوں کی گردش کا اعتبار کیا گیا ہے مگر اس میں فرق یہ ہے کہ اوقات کا تعین سورج کی گردش کے حوالہ سے ہوتا ہے اور ایام کا تعین چاند کی گردش کے حساب سے کیا جاتا ہے، مثلاً روزے کے دن کا تعین قمری ماہ کے طور پر رویت ہلال کے ذریعہ ہوتا ہے مگر روزے کے روزمرہ دورانیہ کا تعین، سورج کی گردش کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح حج کے ایام کا تعین چاند کی گردش کے حساب سے ہوتا ہے۔ مگر حج کے ارکان وافعال مثلاً عرفات، مزدلفہ، منیٰ کے وقوف اور اوقات کا تعین سورج کی گردش کے مطابق ہوتا ہے۔ ایام کے تعین کو چاند کی گردش کے ساتھ مخصوص کرنے کی حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی بیان کیا جاتی ہے کہ اس طرح مثلاً رمضان مختلف موسموں میں آتا رہتا ہے اور اگر ایک مسلمان پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو کر پچاس سال کی عمر تک پہنچتا ہے تو اسے اتنے عرصے میں سال کے ہر موسم کے روزے مل جاتے ہیں اور اسی طرح حج میں بھی یہی صورتحال ہوتی ہے کہ ایام حج بھی سال کے مختلف موسموں میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے، جدید علوم اور سائنسی ایجادات سے بہرہ ور اقوام ہوں اور جاہل وغیر ترقی یافتہ ممالک کے لوگ، سب کے لئے اسلامی عبادات کی بجا آوری فطرت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق یکساں ایام اور یکساں اوقات میں ممکن ہے۔ اسلام نے یورپ وامریکہ کے شہروں میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ افراد کیلئے، جو علم ہیئت وفلکیات سے مکمل آگہی رکھتے ہیں اور ایشیاء وافریقہ کے دور افتادہ دیہات اور صحراؤں میں بسنے والے ان پڑھ لوگوں کیلئے، فرائض مذہبی بجالانے کے الگ الگ پیمانے مقرر نہیں کئے بلکہ غیر آباد اور سائنسی ایجادات سے محروم علاقوں میں آلہ ساعت سے ناواقف مسلمان بھی انہی اوقات میں نمازیں ادا کرتے ہیں جن کیلئے ہم گھڑی کی سوئیاں اور اوقات نماز کی جدولیں دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ سورج اور ستاروں کی کیفیات سے نمازوں اور سحر وافطار کے اوقات معلوم کر لیتے ہیں۔ آغازِ رمضان اور عیدین کے تعین کیلئے انہیں کسی رصدگاہ سے پیش گوئی حاصل کرنے یا اس کی تصدیق کروانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ آسمان پر نمودار ہونے والا نیا چاند بیرونی دنیا سے انقطاع کی صورت میں بھی ان کے لئے درست ایام کی نشاندہی کر دیتا ہے۔ یوں مہذب اور غیر تہذیب یافتہ دونوں

علاقوں میں اسلامی عبادات اور تقریبات کے دنوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور یہ سلسلہ چودہ سو سالوں سے اسی طرح چلتا آرہا ہے۔

عبادات کیلئے قمری مہینوں کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے لئے یکسانیت یا ایک معیار مقرر کیا ہے۔ ماہ رمضان کے روزوں کی مثال لیجئے، برکت والے اس مہینے کے مختلف موسموں میں گردش کرتے رہنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ روزہ داروں کو بھوک اور پیاس کے احساس اور دوسرے موانعات سے متاثر کرنے کا جو تربیتی مقصد ہے وہ تمام عالم کے مسلمانوں کو یکساں طور پر حاصل ہو، یہ نہیں کہ کرہ ارض کے یکساں حصے کے لوگ تو روزہ رکھنے میں ہمیشہ ایک خاص موسم کے مخصوص اثرات کے سامنا کرتے رہیں اور دوسرے حصے کے لوگ اس احسان سے محروم رہیں۔

اگر ہم چاند کے بڑھنے گھٹنے کے عمل پر غور کریں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ قمری ماہ کے پہلے دو ہفتے یہ ہمیں روز بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے یہاں تک کہ ایک موقع پر یہ دائرے کی صورت میں مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد اگلے دو ہفتے اسکی جسامت ہر روز کم ہوتی نظر آتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کو وجود بالکل غائب ہو جاتا ہے اسکے ساتھ ہی چاند بڑھنے کا عمل نئے سرے سے شروع ہوتا ہے عین اس وقت کو قران شمس وقمر، اتصال شمس وقمر یا اماوس کہتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند ایک سیدھ میں صفر درجہ پر ہوتے ہیں۔ علوم فلکیات میں یہی وقت ''نیا چاند'' کہلاتا ہے رصدگاہی کتب میں نئے چاند کے اوقات اسی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسے نئے چاند کی پیدائش بھی کہتے ہیں اور چاند کی طبعی عمر اسی وقت سے شمار کی جاتی ہے۔ فلکیاتی اصطلاح کا نیا چاند اپنے ابتدائی دور میں بال سے زیادہ باریک، سورج سے بہت قریب اور اس کی طاقت ور شعاعوں کی براہ راست زد میں ہوتا ہے لہٰذا انسانی آنکھیں یا غیر معمولی قوت کی دوربینیں بھی اسے دیکھنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ جوں جوں چاند کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اس کی جسامت بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ سورج سے دور ہٹتے ہوئے اس کی شعاعوں کی طاقت سے بھی ایک حد تک محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ بالآخر ایک وقت اس کا وجود اس قدر ہو جاتا ہے کہ سورج سے ایک خاص فاصلے پر غروب آفتاب کے بعد انسانی آنکھوں کو پہلی بار نظر آنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ بصری نیا چاند ہے جو دوسرے الفاظ میں رویت ہلال کے معروف نام سے موسوم ہے۔

چاند کی پیدائش سے لیکر اس کی گولائی مکمل ہونے کے عرصہ کی اوسط مدت کم وبیش ساڑھے تین سو گھنٹے ہیں۔ اس حساب سے چاند کا صرف ایک فیصد حصہ نظر آنے کیلئے تقریباً ساڑھے تین گھنٹے درکار ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس جسامت کے چاند کا دیکھا جانا محال ہے۔ حقیقی رویت کی لئے اس کا چند فیصد وجود ظاہر ہونا ضروری ہے اور اس کیلئے اس حساب سے مزید وقت چاہیے۔ ماہرین فلکیات کے مشاہدات کے مطابق نیا چاند بہت اچھی کیفیات میں بھی اس وقت تک دیکھے

جانے کے قابل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی عمر موزوں ترین مقام پر غروب آفتاب کے بعد کم از کم بیس گھنٹے نہ ہو جائے۔ کیفیات اچھی نہ ہونے کی صورت میں یہ وقفہ بڑھ کر تیس گھنٹے تک بھی ہو سکتا ہے، اس حساب سے فلکیاتی نئے چانداور رویت ہلال میں کم از کم ایک روز کا فرق ہونا لازمی ہے۔ چونکہ نیا چاند شام کے وقت ہی دکھائی دینا ممکن ہے اس لئے اس وقت تک چاند کی عمر کافی ہونے کے باعث یہ فرق دو دن بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر غروب آفتاب کا وقت تقریباً چھ بجے شام ہے، مقامی وقت کے مطابق چاند کی پیدائش ۱۱ بجے قبل از دوپہر ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس شام اسکی عمر صرف ۷ گھنٹے ہوگی اس لئے اسکا دکھائی دینا قطعاً ممکن نہیں اگلی شام کو اسکی عمر مزید 24 گھنٹے بڑھ کر 31 گھنٹے ہو جائے گی اس لئے نظر آ جائے گا۔ اس طرح فلکیاتی نئے چانداور رویت ہلال میں ایک دن کا فرق پڑا۔ اگر چاند کی پیدائش کا وقت اس کے برعکس دن کی بجائے ۱۱ بجے رات ہو تو یہ اگلی شام کو دیکھنے کیلئے ناکافی ہے لہٰذا رویت ہلال اس سے بھی اگلی شام کو ہوگی اس وقت اس کی عمر 43 گھنٹے ہوگی اور مذکورہ فرق دو دن ہو جائے گا۔ (۱)

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ یا اس کے اعتقادی مواد کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات رویت ہلال کا فیصلہ ہمیشہ سے عینی شہادتوں کی بنیاد پر کیا جاتا رہا ہے اور اس کے لئے شرعی طور پر ایک معیار مقرر رہا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے: ﴿هوالذی جعل الشمس ضياء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنين والحساب﴾ (۲)۔

وہی (خالق کائنات) ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو ایک نور اور مقررہ اوقات ہیں لوگوں کے (معالات وعبادات) اور حج (کے تعین) کے لئے۔

ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی ان ہلالوں کا ذکر ہے جو لوگوں کو نظر آتے تھے اور جن کے بارے میں انہوں نے حضور (ﷺ) سے دریافت کیا اور آپ (ﷺ) کو وضاحت فرمانے کی ہدایت ملی۔ اس ارشاد ربانی میں ہلال اور حج یعنی عبادات کے واضح تعلق کا ذکر موجود ہے۔

حدیث کی کتابیں رویت ہلال کی تفصیلات سے بھری پڑی ہیں۔ حضور (ﷺ) کا ارشاد ہے: ”عن أبی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم، فصوموا ثلاثين يوما“.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اسے دیکھو تو افطار کرو، پھر اگر تم پر بادل ہو جائیں، تیس روزے پورے کرو۔

یعنی 29 تاریخ کی شام کو مطلع ابر آلود ہونے کے باعث چاند نظر نہ آئے تو مہینے کے تیس دنوں کی گنتی پوری کرو۔ حدیث کے الفاظ میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ روزے رکھنے والے خود اپنی آنکھوں سے ضرور ی

طور پر چاند دیکھیں بلکہ اس کا مفہوم ہے کہ وہ جب چاند دکھائی دے جائے۔ بادل کا لفظ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اسلامی حکامات میں نئے چاند کا مطلب اس کا آنکھوں سے دکھائی دینا ہے کیونکہ بادل چاند دکھائی دینے کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شعبان کی 29 تاریخ ہوتو لوگ رمضان المبارک کا چاند دیکھیں اگر چاند نظر آجائے تو دوسرے دن روزہ رکھیں، اگر نظر نہ آئے تو شعبان کے 30 دن پورے کریں اوراس کے بعد رمضان المبارک کا آغاز کریں اورروزہ رکھیں حدیث پاک میں ہے کہ: عن ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشهر تسع وعشرون ليلة فلا تصوموا حتىٰ تروه فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين (متفق عليه)۔ (٥)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مہینہ 29 رات کا ہوتا ہے۔ پس روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو 30 دن پورے کرو۔

- 29 شعبان کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر آنے کی کہیں سے کوئی اطلاع نہ ملے اس صورت میں اگلے روز روزہ نہیں رکھا جائے گا اور شعبان کے 30 دن پورے کرنے کے بعد رمضان المبارک کا آغاز ہوگا۔
- 29 شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور کہیں سے کوئی اطلاع چاند دیکھنے کی نہ ملے تب بھی یہی حکم ہوگا۔
- 29 شعبان کو مطلع صاف ہو عام لوگوں کو چاند نظر نہیں آیا اور بعض لوگوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی تو ان کی شہادت اس وقت قابل قبول ہوگی جب کہ ایک جم غفیر چاند کو دیکھنے کی شہادت دے۔ اگر گنتی کے چند آدمی یہ شہادت دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے اوران کی تصدیق ملک کے طول وعرض سے کہیں سے بھی نہیں ہوئی تو قاضی ان کی شہادت کو مسترد کردے گا، کیونکہ یہ خیال کرنا ہمارے لئے آسان ہے کہ ان چند آدمیوں کو دھوکا ہوا ہے بجائے اس کے کہ ہم تمام امت کو بے بصر اور نابینا تصور کرلیں جم غفیر کے متعلق علماء کی متعدد آراء ہیں۔ بعض نے اس کیلئے پانچ سو کی تعداد، کسی نے ایک ہزار اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ پچاس کی تعداد جم غفیر ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس امر کا فیصلہ امام یا اس کے نائب کو تفویض کیا جائے گا جس تعداد کو وہ جم غفیر قرار دے، اس تعداد کی رویت سے ہلال کی رویت ثابت ہوجائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اتنی تعداد کو جم غفیر کہا جائے گا جن کی شہادت سے علم شرعی ثابت ہوتا ہے اور علم شرعی سے مراد غلبہ ظن ہے۔ صاحب درمختار اس سلسلے میں لکھتے ہیں: "بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبر هم وهو مفوض الى رأى الإ مام من غير تقدير بعدد" (٦)۔

اگر چاند دیکھنے سے بادل وغیرہ مانع نہ ہوں تو ایسی عظیم جماعت کا قول قبول کیا جائے گا جس سے علم

شرعی حاصل ہوجائے اور اس علم شرعی سے مراد غلبہ ظن ہے ور یہ امر امام کے سپرد ہے کسی عدد کے تعین کی ضرورت نہیں ۔یعنی جس عدد سے امام چاند کے ہونے کا غلبہ ظن حاصل ہوجائے خواہ وہ تعداد کم ہو یا زیادہ۔

علامہ طحطاوی علم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں"مراد الشرعی المصطلح علیه فی الاصول فیشمل غالب الظن والا فالعلم فی فن التوحید أیضا شرعی ولا عبرة بالظن هناك"(۷)۔

علم شرعی سے مراد وہ علم ہے جو اصول فقہ کی اصطلاح میں علم شرعی کہلاتا ہے (جو استنباط احکام کیلئے کافی ہے) اور یہ غلبہ ظن کو شامل ہے ۔وگرنہ عقائد کو بھی علم شرعی کہا جاتا ہے ۔(لیکن وہاں اس سے مراد علم یقینی ہوا کرتا ہے کیونکہ عقائد کے ثبوت کیلئے دلیل قطعی درکار ہے)۔یہاں غلبہ ظن کا اعتبار نہیں۔

✿ اگر 29 شعبان کو مطلع ابر آلود ہو تو ہلال رمضان کے لئے ایک عادل کا مستور الحال مسلمان بھی چاند دیکھنے کی خبر دے تو رویت ہلال ثابت ہوجائے گی اور ہلال رمضان کی رویت کی خبر دینے والے کیلئے دوسرے گواہوں کی طرح نہ لفظ"اشھد" کہنا ضروری ہے اور نہ مجلس قضا ضروری ہے اور نہ دعویٰ دائر کرنے کی ضرورت ہے ۔اس سلسلے میں صاحب درمختار لکھتے ہیں:''وقبل بلا دعویٰ وبلا لفظ اشهد وبلا حکم ومجلس قضاء، لانه خبر لا شهادة للصوم مع علة کغیم وغبار، خبر عدل اومستور علیٰ ماصححه البزاز علیٰ خلاف ظاهر الروایة لا فاسق اتفاقا"(۸)۔

لفظ دعویٰ، لفظ اشہد، حکم اور مجلس قضاء کے بغیر ایک آدمی کی خبر جو عادل ہو یا مستور الحال، صوم رمضان کیلئے قبول کی جائے گی کیونکہ یہ خبر ہے شہادت نہیں، یہ اس وقت جبکہ مطلع ابر آلود ہو یا غبار آلود۔...............

ہلال رمضان کی رویت کے بارے میں جاننے کے بعد ہلال عید کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ان میں دو صورتیں وہی ہیں جو ہلال رمضان میں بتائے گئے۔ہلال عید کی رویت کے دو صورتیں ہلال رمضان کی رویت سے مختلف ہیں۔

✿ اگر مطلع صاف ہو تو پھر رویت ہلال عید کے لئے جم غفیر کا دیکھنا ضروری ہے جم غفیر کی تشریح ماقبل میں گزر چکی ہے۔

✿ اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو مسلمان ہوں عادل ہوں، وہ قاضی کے روبرو شہادت دیں اور قاضی جرح قدح کے بعد ان کی شہادت کو قبول کرلے تو ہلال عید کی رویت ثابت ہوجائے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ہر شہر، قصبہ اور ہر فرد کیلئے رویت ہلال ضروری ہے یا کسی ملک وعلاقہ میں ایک جگہ دیکھا

جاناوہاں کے تمام باشندوں کیلئے کافی ہے۔اس سلسلے میں اگر چہ بعض ائمہ احناف سے یہ مروی ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، اگر مشرق میں چاند دیکھا جائے اوراور اہل مغرب کوشرعی طریقے سے اس کی رویت کا علم ہو جائے تو وہ بھی روزہ رکھیں یا عید منائیں لیکن علماء و محققین کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اگر دوعلاقوں کے درمیان بعد مسافت قلیل ہوتو اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر بُعد فاحش ہو یعنی بہت زیادہ دوری ہوتو پھر اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا۔اگر ملک کے ایک شہر میں تو چاند دیکھا گیا لیکن ملک کے دوسرے حصوں میں ہلال کی رویت متحقق نہ ہوئی اب وہاں کے لوگوں پر اس رویت کے مطابق روزہ رکھنا یا عید منانا لازم ہوگا یا نہیں؟اس سلسلے میں فقہاء نے جواب دیا ہے کہ جہاں بھی "طرق موجبة اللعلم الشرعی" سے رویت کا ثبوت ہو جائے گا وہاں کے لوگوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس رویت کے مطابق عمل کریں۔مطلب یہ کہ ایسے ذرائع جن سے رویت ہلال کا علم شرعی حاصل ہو جاتا ہے ان میں سے اگر ایک ذریعہ سے بھی رویت ہلال ثابت ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کرنا لازمی ہو جائے گا۔ یہ بات ملحوظ نظر ہو کہ علم شرعی سے یہاں علم یقینی نہیں بلکہ غلبہ ظن ہے۔علماء نے بطور مثال نہ کہ بطریق حصر تین طرق موجبہ کا ذکر کیا ہے۔

- گواہ اپنی شہادت پر دو آدمیوں کو گواہ بنائیں اور انہیں کہیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تم ہماری رویت پر لوگوں کے سامنے شہادت دے سکتے ہو کہ فلاں فلاں شخص نے چاند دیکھا ہے۔
- قاضی کی قضاء پر دو آدمیوں کا شہادت دینا کہ فلاں علاقے کے قاضی نے رویت ہلال کے بارے میں ہمارے روبرو فیصلہ کیا ہے اور ہم اس کے فیصلے پر شہادت دیتے ہیں۔
- استفاضہ خبر، جس شہر میں چاند دیکھا گیا ہے وہاں سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد دوسرے شہر یا علاقہ میں آ کر بتائے کہ فلاں فلاں آدمی نے چاند دیکھا ہے۔

فہرست مراجع ومصادر

(۱) خالد اعجاز مفتی، رویت ہلال مسئلہ اور حل، درالکتاب غزنی سٹریٹ لاہور، ص35 (۲) سورہ یونس 5:10 (۳) سورہ بقرہ 189:2 (۴) ابوالحسین مسلم ابن حجاج، صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی،، ص 347، (کتاب الصیام) (۵) شیخ ولی الدین محمد بند عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، نور محمد اصح المطابع دہلی، 1935ء، ص 410 (۶) شیخ علاؤ الدین محمد بند علی الحصکفی، درمختار، مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور، ج3، ص410۔ (۷) علامہ سید احمد طحطاوی الحنفی، طحطاوی علی الدر المختار، مکتبہ عربیہ کاسی روڈ کوئٹہ،، ص 447 (۸) درمختار، 37، ص 406 حوالہ بالا۔

(جاری ہے......